سپریم کورٹ رپورٹس(1998) SUPP. 3 ایس سی آر

رگھوناتھ جیو بھاپور میں
بنام
بسنتھا کمار ساہو اور دیگران

9 دسمبر 1998

[مسز سجاتا وی۔ منوہر اور جناب جی۔ بی۔ پٹنائک، جسٹسز]۔

آئین ہند-آرٹیکلز 226 اور 227-کم تر ٹریبونل کے نتائج میں مداخلت-مسئلہ جو پہلے نہیں اٹھایا گیا تھا-عدالت عالیہ نے اس پر غور کیا-کہا گیا: عدالت عالیہ نے اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کیا-مداخلت میں سنگین غلطی کی۔

ریاست اڑیسہ منسوخی ایکٹ 1952 / ریاست اڑیسہ منسوخی (ترمیمی) ایکٹ 1970-دفعہ 3 اے (1) اور دفعات 6، 7، 8-نوٹیفکیشن جاری کیا گیا-دیوتا کی زمین میں ثالث کے مفادات کو ریاست میں تفویض کیا گیا-دیوتا کی طرف سے دائر کی گئی درخواست پر ٹریبونل نے دیوتا کو 'ٹرسٹ اسٹیٹ' قرار دیا-ایک اور نوٹیفکیشن جاری کیا-ثالثوں کے درمیانی مفادات کو ریاست میں تمام ذمہ داریوں سے آزاد قرار دیا گیا-دیوتا کے ساتھ زمین کے تصفیے کے لئے درخواست دائر کی گئی-اعتراضات طلب کئے گئے-کلکٹر نے اعتراضات کو مسترد کر دیا اور زمین کو دیوتا کے ساتھ طے کرنے کی ہدایت دی-مدعا علیہ کی طرف سے کوئی اپیل دائر نہیں کی گئی-بورڈ آف ریونیو نے 7 سال بعد نظر ثانی دائر کی-عدالت عالیہ نے جانچ کی بنیاد پر کلکٹر کے حکم کو کالعدم قرار دے دیا-عدالت عالیہ نے اپنے نگرانی دائرہ اختیار سے تجاوز کیا۔

ریاست اڑیسہ منسوخی ایکٹ، 1952 کے تحت 27.2.68 کو جاری کیے گئے ایک نوٹیفکیشن میں ہدایت دی گئی تھی کہ اپیل کنندہ دیوتا سے منسلک دیبوٹار زمین ریاست کو دی گئی ہے۔ دیوتا کی طرف سے ٹریبونل اور ٹریبونل کے سامنے ایک درخواست دی گئی جس نے دیوتا کو "ٹرسٹ اسٹیٹ" قرار دیا۔ 18 مارچ، 1974 کو اس ایکٹ کی دفعہ 3 اے (1) کے تحت ایک اور نوٹیفکیشن جاری کیا گیا، جس میں اعلان کیا گیا تھا کہ جن ثالثوں کی جائداد کو ٹرسٹ اسٹیٹ قرار دیا گیا ہے، ان کے درمیانی مفادات ریاست کے ماتحت ہیں۔

دیوتا کی طرف سے دیوتا کے ساتھ زمین کے تصفیے کے لئے ایکٹ کی دفعہ 6، 7، 8 کے تحت درخواست دائر کی گئی تھی۔ مذکورہ درخواست پر نجی مدعا علیہان کی طرف سے دائر اعتراضات کو کلکٹر نے مسترد کر دیا۔ جواب دہندگان نے کبھی بھی یہ موقف اختیار نہیں کیا کہ زیر بحث انٹرمیڈیٹری اسٹیٹ 1974 کے نوٹیفکیشن کے تحت نہیں ہے کیونکہ یہ پہلے ہی 1968 کے پہلے نوٹیفکیشن کے مطابق ہے اور اسے ٹرسٹ اسٹیٹ قرار نہیں دیا گیا تھا۔ کوئی اپیل دائر نہیں کی گئی۔ سات سال بعد جواب دہندگان نے بورڈ آف ریونیو کے ممبر کے نظر ثانی کے دائرہ اختیار کا استعمال کیا لیکن کامیابی نہیں ملی۔ عدالت عالیہ نے مدعا علیہان کی جانب سے ترجیح دی گئی رٹ پٹیشن کو یہ کہتے ہوئے منظور کر لیا کہ مدعا علیہان نے زیر بحث زمین پر قبضہ کا حق حاصل کر لیا ہے۔

اس عدالت کے سامنے اپیل گزار کی جانب سے یہ دلیل دی گئی تھی کہ عدالت عالیہ نے جانچ کر کے اپنے نگرانی دائرہ اختیار سے تجاوز کیا ہے اور مدعا علیہان کو نیا موقف اختیار کرتے ہوئے عدالت عالیہ سے رجوع کرنے کا حق نہیں ہے جو اسٹیٹ ایبلیشن کلکٹر کے سامنے نہیں لیا گیا تھا۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے عدالت

منعقدہ: 1.1. عدالت عالیہ نے ریاست منسوخی کلکٹر کے ذریعہ اخذ کردہ نتائج میں مداخلت کر کے غلطی کی اور ممبر، بورڈ آف ریونیو کے ذریعہ تصدیق کی۔ (448-سی-ڈی)

1.2. عدالت عالیہ نے سال 1968 کے نوٹیفکیشن کی بنیاد پر جو کچھ ہوا اس کی جانچ شروع کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ (448-الف)

1.3. عدالت عالیہ نے متعلقہ ریکارڈ پیش نہ کرنے کی وجہ سے ایک نتیجہ درج ڈکیا کہ 26.9.70 کو "ٹرسٹ اسٹیٹ" کا کوئی اعلان نہیں کیا گیا تھا۔ جب مدعا علیہان نے جائیداد منسوخی کلکٹر کے سامنے یہ سوال نہیں اٹھایا، تو عدالت عالیہ کے لیے اس سوال پر غور کرنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ اس کے بعد ایک بار پھر زیر بحث زمین پر قبضہ کرایہ داری کے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے کسی مواد کے بغیر، عدالت عالیہ اس نتیجے پر پہنچا کہ مدعا علیہان نے زمین پر قبضہ کا حق حاصل کر لیا تھا اور اس طرح کے نتیجے کو قانون میں برقرار نہیں رکھا جا سکتا ہے۔ (448-اے-سی)

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: 1996 کی دیوانی اپیل نمبر 5282۔

1987 کے او جے سی نمبر 2030 میں اڑیسہ عدالت عالیہ کے 13.11.92 کے فیصلے اور حکم سے۔

درخواست گزار کے لئے پی این مشرا اور مسز ریکھا پلی۔

جواب دہندگان کی طرف سے جنرنجن داس اور رادھا شیام جینا۔

عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا:

پٹنائک، جسٹس۔ اپیل کنندہ ایک عوامی دیوتا ہے اور اس اپیل میں 1987 کے اصل دائرہ اختیار کیس نمبر 2030 میں اڑیسہ عدالت عالیہ کے 13.11.92 کے فیصلے کو چیلنج کیا جا رہا ہے۔ دیوتا اور اس سے منسلک جائیدادیں ڈھینکنال ضلع میں واقع ہیں، جو پہلے ایک شاہی ریاست تھی اور 1948 میں اس کے انضمام کے بعد یہ ریاست اڑیسہ کا حصہ بن گئی۔ اڑیسہ اسٹیٹس ایبلیشن ایکٹ، 1952 (اس کے بعد ایکٹ

کے طور پر جانا جاتا ہے) کی دفعات کے تحت حکومت اڑیسہ نے 27.2.68 کو محکمہ ریونیو میں ایک نوٹیفکیشن جاری کیا، جس میں اعلان کیا گیا تھا کہ ضلع ڈھینکنال میں دیبوترلیکھراج کی زمین کے درمیانی مفادات ریاست کو تمام ذمہ داریوں سے آزاد کر دیا گیا ہے۔ ایکٹ میں شامل دفعات کے مطابق، یہ اپیل کنندہ کا معاملہ ہے کہ دیوتا کی طرف سے، ٹربیونل کے سامنے ایک درخواست دی گئی تھی اور ٹربیونل نے دیوتا کو 'ٹرسٹ اسٹیٹ' قرار دیا تھا۔ 18 مارچ 1974ء کو اس کی ذیلی دفعہ (1) کے تحت حاصل اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے۔ ایکٹ کی دفعہ 3-اے کے تحت ریاستی حکومت نے ایک اور نوٹیفکیشن جاری کیا، جس میں اعلان کیا گیا ہے کہ (1) ان تمام ثالثوں کے درمیانی مفادات جن کی جائیداد کو مذکورہ ایکٹ کے باب 2 اے کے تحت ٹرسٹ اسٹیٹ قرار دیا گیا ہے اور (2) جن کے بارے میں مذکورہ باب کے تحت کئے گئے دعوے اور حوالہ جات اڑیسہ اسٹیٹ خاتمہ (ترمیمی) ایکٹ کے آغاز کی تاریخ پر زیر التوا تھے۔ 1970 (1970 کا اڑیسہ ایکٹ 33) اور (3) ریاست میں پہلے سے ہی تفویض کردہ جائیدادوں کے علاوہ تمام جاگیروں کے سلسلے میں تمام ثالثوں کے درمیانی مفادات ریاست کو منتقل ہو چکے ہیں اور ہر قسم کی ذمہ داریوں سے آزاد ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد درخواست گزار نے دیوتا کے ایگزیکٹو آفیسر کے ذریعے دیوتا کے ساتھ زمین کے تصفیے کے لئے ایکٹ کی دفعہ 6، 7 اور 8 کے تحت درخواست دائر کی۔ نجی مدعا علیہان نے مذکورہ کارروائی میں جاری کردہ نوٹس کے مطابق اپنے اعتراضات دائر کیے جس پر عوام سے اعتراضات طلب کیے گئے اور مدعا علیہان نے دیوتا کی زمینوں کے بارے میں اپنے کرایہ داری کے حق کا دعوی کیا۔ مذکورہ کارروائی جو او ای اے کیس نمبر 454/74 کے طور پر درج کی گئی تھی، 23.9.77 کے جائیداد منسوخی کلکٹر کے حکم کے ذریعہ نمٹا دی گئی۔ مذکورہ کلکٹر نے نجی مدعا علیہان کی طرف سے دائر اعتراض کو مسترد کر دیا اور زمین پر کرایہ داری کے دعوے کو مسترد کر دیا اور مزید ہدایت کی کہ مذکورہ اراضی کو دیوتا کے ساتھ منصفانہ اور مساوی کرایہ پر آباد کیا جائے۔ مذکورہ حکم کے مطابق مساوی کرایہ کا جائزہ لیا گیا اور اپیل کنندہ کو 'پٹہ' جاری کیا گیا۔ اگرچہ اس قانون کے تحت اپیل فراہم کی جاتی ہے، لیکن مدعا علیہان نے کسی بھی اپیل کو ترجیح نہیں دی۔ تاہم سات سال کی مدت ختم ہونے کے بعد مذکورہ مدعا علیہان نے ایکٹ کی دفعہ 38 بی کے تحت بورڈ آف ریونیو کے ممبر کے ازخود نظرثانی کے دائرہ اختیار کا اطلاق کیا۔ مذکورہ نظرثانی درخواست جو او ای اے نظرثانی کیس نمبر 86 آف 1984 کے طور پر درج کی گئی تھی، 5.5.1987 کو بورڈ آف ریونیو کے ممبر کے ذریعہ منظور کردہ حکم کے ذریعہ نمٹا دی گئی۔ نظرثانی اتھارٹی نے موقف اختیار کیا کہ مدعا علیہان کے اپنے قبضے کے حقوق کے بارے میں دعوے کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا ہے اور ادارہ ایک عوامی مندر ہے اور اسسٹنٹ کمشنر آف انڈومنٹس کے 17.1.53 کے حکم کے پیش نظر،

ادارے کی نوعیت کا فیصلہ کرتے ہوئے جائیداد منسوخی کلکٹر نے دیوتا کے حق میں زمین کی آباد کاری کی صحیح ہدایت کی۔ مذکورہ نظر ثانی کیس خارج ہونے کے بعد مدعاعلیہان نے آئین کے آرٹیکل 226 اور 227 کے تحت دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے عدالت عالیہ سے رجوع کیا۔ عدالت عالیہ نے مذکورہ رٹ پٹیشن کو منظور کرتے ہوئے کہا کہ مدعاعلیہان نے زیر بحث زمین پر قبضہ کا حق حاصل کر لیا ہے۔ عدالت عالیہ نے کلکٹر کے 23.9.77 کے حکم کو خارج کر دیا اور کہا کہ مدعاعلیہان کو زمین پر قبضہ کا حق حاصل ہے اور وہ قانون کے مطابق زمین پر قبضہ رکھنے کے حقدار ہوں گے۔

درخواست گزار کی طرف سے پیش ہوئے سینئر وکیل مسٹر مشرا نے دلیل دی کہ عدالت عالیہ نے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت اپنے نگرانی کے دائرہ اختیار سے تجاوز کرتے ہوئے جانچ کی اور یہ نتیجہ ریکارڈ کیا کہ دیوتا سے منسلک زمینوں کو 18.3.74 کے نوٹیفکیشن کے تحت تفویض نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مسٹر مشرا نے مزید دلیل دی کہ جائیداد منسوخی کلکٹر کی جانب سے جاری نوٹس کی روشنی میں جائیداد کے خاتمے کی کارروائی میں پیش ہونے والے نجی مدعاعلیہان اور دعویٰ کرنے والے کہ جس زمین کے دعوے کو مسترد کر دیا گیا تھا اور جائیداد منسوخی کلکٹر کا حکم حتمی ہو گیا تھا، وہ نیا موقف اختیار کرتے ہوئے عدالت عالیہ سے رجوع کرنے کے حقدار نہیں ہیں جو جائیداد منسوخی کلکٹر کے سامنے نہیں تھا۔ نتیجتاً، عدالت عالیہ نے مذکورہ دلیل پر غور کرنے اور اس کا جواب دینے میں غلطی کی۔ مسٹر مشرا نے یہ بھی دلیل دی کہ عدالت عالیہ نے مدعاعلیہان کے مذکورہ دعوے کی حمایت میں ذرہ برابر بھی مواد کے بغیر زیر بحث زمین پر قبضہ کا حق دینے میں سنگین غلطی کی ہے۔ دوسری جانب نجی مدعا علیہان کی طرف سے پیش ہوئے وکیل جناب جے آر داس نے دلیل دی کہ عدالت عالیہ نے جس سوال کا جواب دیا تھا وہ قانون کا خالص سوال ہے اور اس لئے مذکورہ سوال کا فیصلہ کرنے اور مدعاعلیہان کو راحت دینے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، بھلے ہی مدعاعلیہان نے ان سوالات کو جائیداد منسوخی کلکٹر یا ممبر کے سامنے نہ اٹھایا ہو۔ بورڈ آف ریونیو۔ مسٹر داس نے یہ بھی کہا کہ درخواست گزار نے دیوتا کو 'ٹرسٹ اسٹیٹ' قرار دیتے ہوئے متعلقہ حکم نامہ پیش کرنے کا موقع دیا تھا، جس کے بعد عدالت عالیہ نے منفی نتیجہ اخذ کرنے اور یہ نتیجہ اخذ کرنے میں حق بجانب قرار دیا کہ سال 1968 میں جاری نوٹیفکیشن کے بعد، دیوتا کے حق میں کوئی اعلان نہیں کیا گیا ہے اور اس لئے اسٹیٹ ریاست کے پاس ہے اور اس معاملے کے تناظر میں، 18.3.74 کے نوٹیفکیشن کے تحت تازہ کاری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ہم نے بار میں فریقین کی پیش کشوں پر احتیاط سے غور کیا ہے اوراڑیسہ اسٹیٹس ایبلیشن ایکٹ کی دفعات کا جائزہ لیا ہے۔ ہم نے جائیداد منسوخی کلکٹر کے 23.3.77 کے حکم کی بھی جانچ پڑتال کی ہے، جس میں نجی مدعاعلیہان کے ان دعووں کو مسترد کیا گیا ہے کہ ان کے پاس زیر بحث زمین پر کرایہ داری ہے اور منصفانہ اور منصفانہ کرایہ پر زمین کو دیوتا ثالث کے ساتھ طے کرنے کے ساتھ ساتھ ممبر، بورڈ آف ریونیو کے 5.5.87 کے حکم کی بھی جانچ پڑتال کی ہے، جس میں جائیداد منسوخی کلکٹر کے حکم میں مداخلت کرنے سے انکار کیا گیا ہے۔ ایکٹ کی دفعہ 38بی غور طلب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا عدالت عالیہ نے جائیداد منسوخی کلکٹر کے اس طرح کے فیصلے میں مداخلت کرنے کا جواز پیش کیا تھا اور ممبر بورڈ آف ریونیو نے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت اپنے نگرانی دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے اس کی توثیق کی تھی۔ یہ بات اچھی طرح طے شدہ ہے کہ اس طرح کے نگرانی کے دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے، عدالت عالیہ کو کسی کم تر ٹریبونل کے نتائج میں مداخلت کرنے کا حق حاصل ہوگا، اگر ایسا ٹریبونل اپنے نتیجے پر پہنچنے میں کسی ناقابل قبول ثبوت پر غور کرتا ہے یا غور کے دائرہ کار سے مادی ثبوت کو نظر انداز کرتا ہے یا نتیجہ قانون کی کسی غلطی پر مبنی ہے یا ٹریبونل کا خود کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے یا یہ نتیجہ مبنی ہے۔ بغیر کسی ثبوت کے یہ آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت اختیارات کے استعمال کے پیرامیٹرز ہیں اور اگر ہم مذکورہ اسٹینڈ پوائنٹ سے عدالت عالیہ کے متنازعہ فیصلے کا جائزہ لیں تو ہمیں اس نتیجے پر پہنچنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ عدالت عالیہ نے جائیداد منسوخی کلکٹر کے ذریعہ اخذ کردہ اور ممبر کے ذریعہ تصدیق کردہ نتائج میں مداخلت کرتے ہوئے اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کیا۔ بورڈ آف ریونیو۔ یہ واضح ہے کہ 18.3.74 کے نوٹیفکیشن کے بعد، اپیل کنندہ نے ریاست اڑیسہ منسوخی ایکٹ کی دفعہ 6 اور 7 کے تحت ایک درخواست دائر کی جس میں دیوتا کے ساتھ زمین کی تصفیہ کا دعوی کیا گیا تھا۔ اس کارروائی میں عوامی نوٹس جاری کیا گیا تھا جس پر اعتراضات اٹھائے گئے تھے اور نجی مدعاعلیہان نے زمین پر قبضے کے حق کا دعویٰ کرتے ہوئے اپنے اعتراضات دائر کیے تھے اور جائیداد منسوخی کلکٹر نے درخواست گزار کے حق میں کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور مدعاعلیہان کے دعوے کو منفی قرار دیا تھا۔ اس کارروائی میں مدعا علیہان نے کبھی یہ موقف اختیار نہیں کیا کہ زیر بحث انٹرمیڈیٹری اسٹیٹ 1974 کے نوٹیفکیشن کے تحت نہیں ہے کیونکہ یہ پہلے ہی 1968 کے نوٹیفکیشن کے مطابق کام کر چکی ہے اور اسے 'ٹرسٹ اسٹیٹ' قرار نہیں دیا گیا ہے۔ اس فیصلے کے خلاف کسی اپیل کو ترجیح نہیں دی گئی ہے لیکن ممبر بورڈ آف ریونیو اور ممبر بورڈ آف ریونیو کے سامنے ازخود نظر ثانی کی درخواست دائر کی گئی تھی۔ کسی بھی فریق نے 1968 کے نوٹیفکیشن کے تحت جائیداد کی منتقلی کے بارے میں سوال نہیں اٹھایا اور 1968 کے مذکورہ فرمان کے مطابق اسٹیٹ کو 'ٹرسٹ اسٹیٹ'

قرار نہیں دیا گیا تھا۔ دوسری طرف، پارٹیوں نے جائیداد منسوخی کلکٹر سے رابطہ کیا اور اس بنیاد پر حقوق کا دعویٰ کیا کہ 18.3.74 کے نوٹیفکیشن کے تحت انٹرمیڈیٹری اسٹیٹ کی ملکیت ہے۔ لہٰذا عدالت عالیہ نے سال 1968 کے نوٹیفکیشن کی بنیاد پر جو کچھ ہوا اس کی جانچ شروع کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ اس کے علاوہ، عدالت عالیہ نے خود اپنے فیصلے میں یہ نتیجہ درج کیا کہ 1968 کے نوٹیفکیشن کے تحت دیبوٹر لکھر جی بہیل کی زمین پر قبضہ نہیں ہے اور ڈیبوٹار جائیداد کے دونوں طبقوں کے درمیان واضح فرق ہے۔ عدالت عالیہ نے پہلے کے نوٹیفکیشن کے تحت کام کرنے کے سوال کا جائزہ لیا اور متعلقہ ریکارڈ پیش نہ کرنے کی وجہ سے ایک نتیجہ ریکارڈ کیا کہ 26.9.70 کو 'ٹرسٹ اسٹیٹ' کا کوئی اعلان نہیں کیا گیا تھا۔ جب مدعا علیہان نے موجودہ کارروائی میں جائیداد منسوخی کلکٹر کے سامنے یہ سوال نہیں اٹھایا، جس میں سے مذکورہ حکم جاری کیا گیا تھا، تو عدالت عالیہ کے لیے اس سوال پر غور کرنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ پھر زیر بحث زمین پر کرایہ داری کے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے کسی مواد کے بغیر عدالت عالیہ اس نتیجے پر پہنچا کہ مدعا علیہان نے زمین پر قبضہ کا حق حاصل کیا تھا اور اس طرح کے نتیجے کو قانون میں برقرار نہیں رکھا جاسکتا ہے۔ مذکورہ احاطے میں، ہماری سوچی سمجھی رائے ہے کہ عدالت عالیہ نے جائیداد منسوخی کلکٹر کے ذریعہ اخذ کردہ نتائج اور ممبر، بورڈ آف ریونیو کے ذریعہ تصدیق کردہ نتائج میں مداخلت کر کے سنگین غلطی کی ہے۔ لہٰذا ہم 1987 کے اصل دائرہ اختیار کیس نمبر 2030 میں عدالت عالیہ کے فیصلے کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مذکورہ کیس خارج کیا جاتا ہے۔ لہٰذا، ضروری ہے کہ جائیداد منسوخی کلکٹر کے 23.9.77 کے حکم کی توثیق کی جائے، جس میں اپیل کنندہ دیوتا کے ساتھ زمین کی تصفیہ کی ہدایت دی گئی ہے۔ اس اپیل کی اجازت ہے، لیکن حالات میں، اخراجات کے بارے میں کوئی حکم نہیں ہوگا۔

اے۔ ایم

اپیل کی منظوری دی جاتی ہے۔

Meraj U Din Sofi
2024.10.09 17:19
I am the author of this
document